سلسلہ ۱۰۷۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عورت اقبال کے کلام میں

حضرت علامہ سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

جدید شاعری میں غالباً حالی اور اقبال ہی دو ایسے شاعر ہیں جن کے یہاں غزلوں میں صنفی آلودگی، عریانیت، اور سطحیت نہیں ملتی، بلکہ اس کے برخلاف عورت کے مقام واحترام اور اس کی حیثیتِ عرفی کو بحال کرنے میں ان دونوں کا بڑا ہاتھ نظر آتا ہے۔

اقبال عورتوں کیلئے وہی طرزِ حیات پسند کرتے تھے جو صدرِ اسلام میں پایا جاتا تھا جس میں عورتیں مروجہ برقع نہ ہوتے ہوئے بھی شرم وحیاء اور احساسِ عفت وعصمت میں آج سے کہیں زیادہ تھیں۔ اور شرعی پردے کے اہتمام کے ساتھ ساتھ زندگی کی تمام سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں۔

۱۹۱۲ء میں طرابلس کی جنگ میں جب انکو اس کا ایک نمونہ دیکھنے کو ملا، یعنی ایک عرب لڑکی فاطمہ بنت عبداللہ غازیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہوئی تو انہوں نے اس کا دردناک ماتم کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

فاطمہ! تو آبروئے اُمّتِ مرحوم ہے،
ذرّہ ذرّہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے،
یہ سعادت حورِ صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ دین کی سقائی تری قسمت میں تھی
یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر
ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر
یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی۔
ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی
اپنے صحرا میں ابھی بہت آہو پوشیدہ ہیں
بجلیاں، برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں
فاطمہ! گو شبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے
نغمۂ عشرت بھی اپنے نالۂ ماتم میں ہے،
رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے
ذرّہ ذرّہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے
ہے کوئی ہنگامہ تیری تربتِ خاموش میں،
پل رہی ہے ایک قومِ تازہ اس آغوش میں

انہیں سخن ورانِ ہند اور ایسے تمام فن کاروں سے شکایت تھی، جو عورت کے نام کا غلط استعمال کر کے ادب کی پاکیزگی، بلندی اور مقصدیت کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔ وہ اپنی ایک نظم میں کہتے ہیں :۔

www.abulhasanalinadwi.org

چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ بدن کو بیدار

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس، آہ بیچاروں کے اعصاب پر عورت سوار ہے۔ وہ دخترانِ ملّت سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمان خاتون کے لئے دلبری اور بناؤ سنگار ایک معنی میں کفر ہے بلکہ انہیں تو اپنی شخصیت، انقلابی فطرت، اور پاکیزہ نگاہی سے باطل کی امیدوں پر پانی پھیر دینا چاہیئے۔

بہل اے دخترک ایں دلبری ہا
مسلماں را نہ زیبد کافری ہا

وہ کہتے ہیں کہ مسلمان عورت کو پردہ کے اہتمام کے ساتھ ہی معاشرہ اور زندگی میں اس طرح رہنا چاہیئے کہ اُس کے نیک اثرات معاشرہ پر مرتّب ہوں اور اسکے پرتو سے حریمِ کائنات اس طرح روشن رہے جس طرح ذاتِ باری کی تجلّی حجاب کے باوجود کائنات پر پڑ رہی ہے ؎

ضمیرِ عصرِ حاضر بے نقاب است
کشادش در نمودِ رنگ و آب است
جہاں تابی ز نورِ حق بیاموز
کہ اُو با صد تجلّی در حجاب است

وہ دُنیا کی سرگرمیوں کی اصل ماؤں کی ذات کو قرار دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اِن کی ذات امینِ ممکنات ہے اور انقلاب انگیز مضمرات کی

www.abulhasanalinadwi.org

حاصل ہے۔ اور جو قومیں ماؤں کی قدر نہیں کرتیں اُن کا نظامِ زندگی سنبھل نہیں سکتا۔

جہاں را محکمی از اُمہات است
نہادِ شاں امینِ ممکنات است
اگر ایں نکتہ را قومے نداند،
نظامِ کاروبارش بے ثبات است

وہ اپنی صلاحیتوں اور کارناموں کو اپنی والدہ محترمہ کا فیضِ نظر بتاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آدابِ اخلاق تعلیم گاہوں سے نہیں ماؤں کی گود سے حاصل ہوتے ہیں۔

مرا داد ایں خرد پرور جنونے
نگاہِ مادرِ پاک اندرونے
ز مکتب چشم و دل نتواں گرفتن
کہ مکتب نیست جز سحر و فسونے

وہ قوموں کی تاریخ اور اُن کے ماضی و حال کو ان کی ماؤں کی پیشانیوں کا فیض قرار دیتے ہیں کہ ماؤں کی پیشانیوں پر جو لکھا ہوتا ہے وہی قوم کی تقدیر ہوتی ہے۔

خنک آں ملتے کز وارداتش
قیامت ہا بہ بیند کائناتش
چہ پیش آید چہ پیش افتاد اُو را،

www.abulhasanalinadwi.org

تو اں دید از جبینِ امہاتش

وہ ملت کی خواتین کو دعوت دیتے ہیں کہ ملت کی تقدیر سازی کا کام کریں۔ اور ملت کی شامِ الم کو صبحِ بہار سے بدل دیں۔ اور وہ اس طرح کہ گھروں میں قرآن کا فیض عام کریں جیسے کہ حضرت عمرؓ کی ہمشیر نے اپنی قرآن خوانی سے انکی تقدیر بدل دی اور اپنے لحن و لہجہ کے سوز و ساز سے ان کے دل کو گداز کر دیا تھا ؎

زشام ما بروں آور سحر را
بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو می دانی کہ سوزِ قرأت تو
دگرگوں کرد تقدیرِ عمرؓ را

اقبال معاشرتی اور عائلی زندگی میں ماں کے مرکزی مقام کے قائل ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خاندانی نظام میں جذبۂ امومت اصل حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اور اس کے فیض سے نسلِ انسانیت کا باغ لہلہاتا رہتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جس طرح گھر سے باہر کی زندگی میں مردوں کو فوقیت حاصل ہے اسیطرح گھر کی اندرونی سرگرمیوں میں عورت اور خصوصًا ماں کی اہمیت ہے اس لئے کہ اس کے ذمہ نسل کی داشت و پرداخت اور دیکھ بھال ہوتی ہے۔ انسان کا پہلا مدرسہ عورت کی گود ہوتی ہے، ماں جتنی مہذب شائستہ، اور بلند خیال ہوگی بچے پر بھی اتنے ہی یہ اثرات مرتب ہوں گے۔ اور ایک اچھی، نیک اور قابلِ فخر نسل تربیت پا سکے گی ؎

www.abulhasanalinadwi.org

وہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے جس نے اسماعیلؑ کو آدابِ فرزندی

اقبال کی نظر میں عورت کا شرف و امتیاز اس کے ماں ہونے کی وجہ سے ہے۔ جو قومیں اُمومت (حقِ مادری) کے آداب نہیں بجالائیں تو انکا نظام ناپائدار اور بے اساس ہوتا ہے اور خاندانی نظام میں جذبۂ امومت نہ ہونے سے امن وسکون درہم برہم ہوجاتا ہے، افرادِ خاندان کا باہمی اتحاد و اعتماد ختم ہوجاتا ہے۔ چھوٹے بڑے کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور بالآخر اقدارِ عالیہ اور اَخلاقی خوبیاں دم توڑ دیتی ہیں۔ اُن کے اخلاق میں مغرب کا اخلاقی بحران اس لئے رونما ہوا ہے کہ وہاں ماں کا احترام اور صنفی پاکیزگی ختم ہوگئی ہے

وہ آزادیٔ نسواں کی تحریک کے اسلئے حامی نہیں کہ اس کا نتیجہ دوسرے انداز میں عورت کی غلامی ہے اس سے انکی مشکلات آسان نہیں بلکہ اور پیچیدہ ہوجائیں گی۔

اور انسانیت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ جذبۂ امومت ختم ہوجائے گا۔ ماں کی ممتا کی روایت کمزور پڑجائے گی۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ جس علم سے عورت اپنی خصوصیات کھودیتی ہے وہ علم نہیں بلکہ موت ہے، اور فرنگی تہذیب قوموں کو اسی موت کی دعوت دے رہی ہے :۔

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت
ہے حضرتِ انسان کیلئے اس کا ثمر موت

www.abulhasanalinadwi.org

ﷺ جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کیلئے علم و ہنر موت

علم او بارا مومت برنتافت
بر سر شاخش یکے اختر نتافت
ایں گل از بستان ما نارستہ بہ
داغش از دامان ملت شستہ بہ

اقبال کے خیال میں آزادئ نسواں ہو یا آزادئ رجال یہ دونوں کوئی معنی نہیں رکھتے بلکہ مرد و زن کا ربط باہمی، ایثار اور تعاون ایک دوسرے کے لئے ضروری ہے زندگی کا بوجھ ان دونوں کو مل کر اٹھانا اور زندگی کو آگے بڑھانا ہے۔ ایک دوسرے سے عدم تعاون کے بسبب زندگی کا کام ادھورا اور اس کی رونق پھیکی ہو جائے گی۔ اور بالآخر یہ نوع انسان کا نقصان ہوگا

مرد و زن وابستہ یک دیگر اند
کائنات شوق را صورت گر اند
زن نگہ دارندۂ نار حیات
فطرت او لوح اسرار حیات

www.abulhasanalinadwi.org

آتشِ مارا بجان خود زند
جوہرِ او خاک را آدم کند
در ضمیرش ممکناتِ زندگی
از تب و تابش ثباتِ زندگی
ارجِ ما از ارجمندی ہائے او
ما ہمہ از نقشبندی ہائے او

اقبال فرماتے ہیں کہ عورت اگر علم و ادب کی کوئی بڑی خدمت انجام نہ دے سکے تب بھی صرف اس کی ماتا ہی قابلِ قدر ہے جس کے طفیل مشاہیرِ عالم پروان چڑھتے ہیں اور دنیا کا کوئی انسان ہے جو اس کا ممنونِ احسان نہیں ہے

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اسکی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درِ مکنوں
مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

آزادیٔ نسواں کی تحریک سے مرد و زن کا رشتہ جسطرح ٹوٹا اور اس کے جو بُرے نتائج سامنے آئے اقبال کی نظر میں اس کی ذمہ دار مغربی تہذیب ہے۔ "مردِ فرنگ" کے عنوان سے کہتے ہیں ہے

www.abulhasanalinadwi.org

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اسکی شرافت پہ ہیں ماہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں
کوئی پوچھے حکیم یورپ سے
ہند و یونان ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال ؟
مرد بے کار و زن تہی آغوش

اقبال پردے کی حمایت میں کہتے ہیں کہ پردہ عورت کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں، وہ پردے میں رہ کر تمام جائز سرگرمیوں میں حصہ لے سکتی ہے اور اپنے فرائض کی انجام دہی کر سکتی ہے۔ کیونکہ خالق کائنات پس پردہ ہی کارگاہِ عالم کو چلا رہا ہے۔ اس کی ذات گو حجابِ تقدس میں ہے لیکن اس کی صفات کی پرچھائیاں بحر و بر پر پھیلی ہوتی ہیں۔

مولانا آسی نے خوب کہا ہے ؎

بے حجابی یہ ہے کہ ہر شے سے ہے جلوہ آشکار
اس پہ پردہ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

اقبال عورت کو خطاب کرتے ہیں کہ ؎

www.abulhasanalinadwi.org

جہاں تابی ز نورِ حق بیاموز
کہ او با صد تجلی در حجاب است

وہ پردے کے مخالفوں کے جواب میں کہتے ہیں کہ پردہ جسم کا حجاب ہے لیکن اس سے عورت کی بلند صفات اور پنہاں امکانات کے لئے رکاوٹ کیسے کہا جا سکتا ہے۔ اصل سوال یہ نہیں ہے کہ چہرہ پر پردہ ہو یا نہ ہو بلکہ یہ ہے کہ شخصیت اور حقیقت ذات پر پردے نہ پڑے ہوں، اور انسان کی خودی بیدار اور آشکارا ہو چکی ہو ؎

بہت رنگ بدلے سپہر بریں نے
خدایا یہ دنیا جہاں تھی وہیں ہے
تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں، میں نے
وہ خلوت نشیں ہے یہ جلوت نشیں ہے
ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم
کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے

پردے کی حمایت و تائید میں اقبال نے "خلوت" کے عنوان سے ایک نظم کہی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پردہ یکسوئی جس سے عورت کو یکسو ہو کر اپنی صلاحیتوں کو نسلوں کی تربیت پر صرف کرنے اور اپنی ذات کے امکانات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے اس کے ساتھ ہی اُسے سماجی خرابیوں سے الگ رہ کر اپنے گھر اور خاندان کی تعمیر کا سامان میسّر آتا ہے۔ گھر کے پُرسکون ماحول کے اندر اُسے زندگی کے مسائل اور معاشرتی موضوعات کو سوچنے

www.abulhasanalinadwi.org

سمجھنے کی آسانیاں ملتی ہیں۔ اور اسطرح وہ اپنے اور دوسروں کے لئے بہت کارگزاری کرسکتی ہے ؎

رُسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
روشن ہے نگاہ آئینۂ دل ہے مکدّر
بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہوجاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر
آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر
خلوت میں خودی ہوتی ہے خودگیر ولیکن
خلوت نہیں اب دیر و حرم میں بھی میسّر

ایک بڑا معاشرتی سوال یہ رہا ہے کہ مرد و زن کے تعلق میں بالادستی، (UPPERNAND) کیسے حاصل ہو؟۔ اس لئے کہ دُنیا کا کوئی بھی تعلق ہو اس میں کوئی ایک فریق شریکِ غالب کی حیثیت ضرور رکھتا ہے۔ اور یہ اس کائناتی حقیقت پر مبنی ہے کہ ہر شئے اور ہر انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے اور ہر ایک، ایک دوسرے کی تکمیل کرتا ہے۔ خصوصًا مرد و زن کے تعلقات میں چند چیزوں میں عورت کو مرد پر فضیلت اور اوّلیت حاصل ہے اور یہ بھی کسی نسلی اور صنفی تفریق کی بنا پر نہیں، بلکہ خود عورت کے حیاتیاتی، عضویاتی فرق اور فطرت کے لحاظ کے ساتھ اس کے حقوق و مصالح کی رعایت کے پیشِ نظر ہے۔ نگرانی اور قوّامیت ایسی چیزیں نہیں جو

مرد و عورت دونوں کے سپرد کردی جاتی، یا صرف عورت کو دیدیجاتی اقبال نے مغرب کے نام نہاد "آزادیٔ نسواں" کی پروا کئے بغیر عورت، کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی پرزور وکالت کی اور عورت کی حفاظت کے عنوان سے کہا ؎

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نے تعلیم، نئی ہو کہ پرانی،
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اُس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

یہ نظم درحقیقت حدیث شریف "لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا عَلَيْهِمْ امْرَاَةً" کی ترجمانی ہے۔ انھوں نے اپنی دوسری نظم میں فرمایا ؎

جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منتِ غیر
غیر کے ہاتھ میں ہے جوہرِ عورت کی نمود
راز ہے اسکے تپِ غم کا یہی نکتۂ شوق
آتشیں لذتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود
کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اسرارِ حیات
گرم اسی آگ سے ہے معرکۂ بود و نبود
میں بھی مظلومیٔ نسواں سے ہوں غمناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی کشود

www.abulhasanalinadwi.org

اقبال ... اپنے کلام میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ بلند ارشادات بھی لاتے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ " (مجھے دنیا کی چیزوں میں خوشبو اور عورتیں پسند کرائی گئیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے)

اقبال نے اس حدیث کا بھی حوالہ دیا کہ "جنت" ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ انہوں نے اموت کو رحمت کہا ہے مادر اسے نبوت سے تشبیہ دی ہے۔ ماں کی شفقت کو وہ پیغمبر کی شفقت قرار دیتے ہیں اس لئے کہ اس سے بھی اقوام کی سیرت سازی ہوتی ہے۔ اور ایک ملت وجود میں آتی ہے ؎

آں یکے شبستان حرم،
حافظ جمعیت خیر الامم
سیرت فرزند ہا از امہات
جوہر صدق و صفا از امہات
آنکہ ناز بر وجودش کائنات
ذکر او فرمود با طیب و صلوٰۃ
گفت آں مقصود حرف کن فکاں
زیر پائے امہات آمد جناں

www.abulhasanalinadwi.org

نیک اگر بینی امومت رحمت است
زانکہ اُو را با نبوت نسبت است
شفقتِ او شفقتِ پیغمبر است
سیرتِ اقوام را صورت گر است
از امومت پختہ تر تعمیرِ ما
در خطِ سیمائے او تقدیرِ ما
آب بند نخلِ جمعیت تو ئی
حافظِ سرمایۂ ملت تو ئی
ہوشیار از دست و برد روزگار
گیر فرزندانِ خود را در کنار

آخیر میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اقبال فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ملت اسلامیہ کی ماؤں کے لئے مثالی خاتون سمجھتے ہیں۔ اور جگہ جگہ ان کی اتباع کی تاکید کرتے ہیں کہ وہ کس طرح چکی پیستے ہوئے بھی قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ اور گھریلو کاموں میں مشکیزہ تک اٹھانے پر صبر فرماتی تھیں اقبال کے خیال میں سیرت کی اس پختگی سے حضرات حسنین آنکی آغوش سے نکلے۔

مزرع تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ
آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیاں گرداں و لب قرآں سرا

www.abulhasanalinadwi.org

فطرت تو جذبہ ہا دارد بلند
چشم ہوش از اسوۂ زہراؓ بلند
تا حسینے شاخِ تو بار آورد
موسم پیشیں بہ گلزار آورد

وہ مسلمان خاتون کو وصیت کرتے ہیں کہ :-

اگر پندے ز درویشے پذیری
ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولِ رضؓ باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرؓ بگیری

بشکریہ "ندائے دین" کراچی۔ دسمبر ۱۹۸۸ء

قرآن

چاہتا ہے کہ

○ اس پر ایمان لایا جائے ○ اسے پڑھا جائے
○ اسے سمجھا جائے ○ اس پر عمل کیا جائے
اور ○ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے

آپ کا فرض ہے کہ آپ اس دعوتِ حق کی اشاعت میں حصہ لیجئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہفت روزہ زندگی لاہور۔ ۳ تا ۹ نومبر ۱۹۷۸ء صفحہ ۲۴

طعنۂ اغیار

کرکٹ میچ دیکھنے جالندھر سے آنے والی خاتون کلدیپ فتح سنگھ نے نمایندہ زندگی کے سوال کے جواب میں کہا۔

"میں نے شدت سے جو بات محسوس کی وہ یہ کہ میری نظر اسلامی معاشرے کی اُس عورت کو تلاش کرتی رہی جو اسلامی تاریخ کے صفحۂ قرطاس پر ایک اعلیٰ کردار، عزت و عصمت کی مورت اور پردے کی دلدادہ عورت تھی اور جس کی اسلام سے والہانہ محبت اور اسلامی قدروں سے گہری وابستگی تھی، وہ کہیں نظر نہ آئی۔ یہاں کی عورت فیشن پرستی میں یورپ کے شانہ بشانہ چل رہی ہے ہم خود کو تو اس سے بری الذمہ قرار دیتے ہیں کیونکہ ہندوؤں اور سکھوں کے یہاں پردے کا اتنا اہتمام شروع سے ہی نہیں لیکن مسلمانوں کے یہاں تو پردے کو شروع سے ہی خاص اہمیت رہی ہے۔ مجھے یہاں آکر ایسا لگا جیسے اکثر پاکستانی عورتوں نے پردے کے خلاف بغاوت کردی ہے میں آٹھ دس سال پہلے بھی آئی تھی لیکن اُس وقت میں اور آج میں نمایاں فرق محسوس ہوا۔ اُس وقت پاکستانی مسلمان عورت کو اس طرح کھلے بندوں پردے سے بے نیاز پھرتے نہیں دیکھا تھا آج کی عورت کو دیکھ کر تو عقل حیران رہ گئی اگر میری بات کا بُرا نہ مانیں تو مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ پاکستانی عورتوں کا ایک طبقہ مغربی تہذیب کی پرورش میں گھرا ہوا ہے۔ ایک اسلامی مُلک کی عورت کو ایسا نہیں چاہیئے۔ مجھے تو کم از کم ایسی عورتوں کو بے باکانہ انداز میں پھرتے دیکھ کر شرم محسوس ہوئی"

ایک غیر مسلم خاتون جو کالج میں پروفیسر ہے بحیثیت عورت شرم محسوس کرتی ہے لیکن ہم مسلمان اپنی تہذیب و شرافت اخلاق و ایمان سب کچھ اغیار کی نقالی میں کھو بیٹھے ہیں۔

شرم ہم کو مگر نہیں آتی

۷۰

القادر پرنٹنگ پریس فون : 7723748

www.abulhasanalinadwi.org